بسمہ سبحانہ وبذ کرولیہ

تصویر کے دو رخ

میر مراد علی خان

۱۔ حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهري قال أخبرني أبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا سعيد الخدري رضی الله تعالى عنه قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقسم قسما أتاه ذو الخويصرة وهو رجل من بني تميم فقال يا رسول الله اعدل فقال ويلک ومن يعدل إذا لم أعدل قد خبت وخسرت إن لم أكن أعدل فقال عمر يا رسول الله ائذن لي فيه فأضرب عنقه فقال دعه فإن له أصحابا يحقر أحدكم صلاته مع صلاتهم وصيامه مع صيامهم يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ينظر إلى نصله فلا يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى رصافه فما يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى نضيه وهو قدحه فلا يوجد فيه شيء ثم ينظر إلى قذذه فلا يوجد فيه شيء قد سبق الفرث والدم آيتهم رجل أسود إحدى عضديه مثل ثدي المرأة أو مثل البضعة تدردر ويخرجون على حين فرقة من الناس قال أبو سعيد فأشهد أني سمعت هذا الحديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم وأشهد أن علي بن أبي طالب قاتلهم وأنا معه فأمر بذلک الرجل فالتمس فأتي به حتى نظرت إليه على نعت النبي صلى الله عليه وسلم الذي نعته :-

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی انھوں نے زہری سے ، کہا مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ ابوسعید خدریؓ نے کہا: ایک بار ہم آنحضرت ﷺ وآلہ کے پاس موجود تھے آپؐ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے اتنے میں ایک شخص ذو الخويصرة ، بنی تمیم کے قبیلے کا تھا آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! عدل کرو(انصاف کرو) آپؐ نے فرمایا: اے کم بخت! اگر میں انصاف نہ کروں گا تو دنیا میں کون انصاف کرے گا؟ اگر میں ظالم ہوں تو تیری تباہی اور بربادی ہے۔ یہ سُن کر حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ! حکم دیجئے تو اس کی گردن اُڑادوں۔ آپؐ نے فرمایا: جانے دو اس کی ساتھیوں میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے تم میں کوئی اپنی نماز کو اُن کی نماز کے مقابل حقیر جانے گا، اور اپنے روزے کو اُن کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھے گا وہ قرآن پڑھیں گے (یعنی ہمیشہ یہ اپنے بیان کی دلیل میں قرآن کے حوالے دیں گے) مگر قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترے گا۔ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہو گی کہ ان میں ایک سیہ فام شخص ہو گا جس کے سینہ کا ایک حصہ عورت کے پستان کی طرح ہو گا اور یہ لوگ اُس وقت ظاہر ہوں گے جب انسانوں میں تفریق ہو جائے گی۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں

کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ان لوگوں کو قتل کیا اور میں اُس جنگ آپ کے ساتھ تھا انہوں نے حکم دیا تھا کہ مقتولوں کو تلاش کرو لوگوں نے تلاش کیا تو اِسی صفت ایک کا شخص ملا۔ صحیح بخاری (اردو) کتاب المناقب ج ۲، باب ۸۷۳، حدیث ۸۱۶۔۸۱۷۔ (علامہ وحید الزمان مترجم اور شارح صحیح بخاری اپنی شرح تیسیر البخاری جلد ۸ کتاب الادب باب ماجاء فی قول الرجل کے ذیل میں ص ۱۱۵ تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت اور تقویٰ اور زہد کچھ کام نہیں آتا نہ خدا کی بارگاہ میں اس کی وجہ سے وہ مقبول ہو سکتا ہے جب تک اللہ اور اُس کے رسولؐ اور اہل بیتؑ سے محبت نہ رکھے۔ محبت ہی تو چیز ہے جو تھوڑی سی عبادت پر آدمی کو ولایت کے درجہ پر پہنچا دیتی ہے۔ محبت ہی میں سب کچھ ہوتا ہے)

اسی مضمون کے ذیل میں صحیح مسلم سے تین احادیث پیش ہیں۔ جس میں خوارج کا حلیہ بھی بتلا دیا گیا ہے:-

باب ذكر الخوارج وصفاتهم

۱۔ حدثنا محمد بن رمح بن المهاجر أخبرنا الليث عن يحيى بن سعيد عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله قال أتى رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجعرانة منصرفه من حنين وفي ثوب بلال فضة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقبض منها يعطي الناس فقال يا محمد اعدل قال ويلك ومن يعدل إذا لم أكن أعدل لقد خبت وخسرت إن لم أكن أعدل فقال عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه دعني يا رسول الله فأقتل هذا المنافق فقال معاذ الله أن يتحدث الناس أني أقتل أصحابي إن هذا وأصحابه يقرأون القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون منه كما يمرق السهم من الرمية ۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ و آلہ جعرانہ میں تھے جب کہ ہم جنگ حنین سے واپس ہو رہے تھے حضرت بلالؓ کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ ﷺ و آلہ مٹھی سے لے لے کر تقسیم کر رہے تھے ایک شخص آیا اور اُس نے کہا اے محمد! (ﷺ و آلہ) انصاف سے کام لو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا اگر عدل نہ کروں تو پھر کون کرے گا۔ اس پر حضرت عمر نے کہا حکم دیں تو میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کی پناہ! لوگ کہیں گے میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ یہ وہ ہے جس کے اصحاب قرآن پڑھیں گے اور قرآن اُن کے گلے سے نیچے نہیں اُترے گا (وحید الزمان لکھتے ہیں کہ قرآن گلے سے نہیں اُترنے سے مراد، سوائے لفظوں کی تلاوت کے یعنی معانی یہ مطالب اپنے دل سے نکال لیں گے)۔ اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔

۲۔ حدثنا هناد بن السري حدثنا أبو الأحوص عن سعيد بن مسروق عن عبد الرحمن بن أبي نعم عن أبي سعيد

الخدري قال بعث علي رضى الله تعالى عنه وهو باليمن بذهبة في تربتها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أربعة نفر الأقرع بن حابس الحنظلي وعيينة بن بدر الفزاري وعلقمة بن علاثة العامري ثم أحد بنيكلاب وزيد الخير الطائي ثم أحد بنى نبهان قال فغضبت قريش فقالوا أيعطي صناديد نجد ويدعنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني إنما فعلت ذلک لأتألفهم فجاء رجل كث اللحية مشرف الوجنتين غائر العينين ناتيء الجبين محلوق الرأس فقال اتق الله يا محمد قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن يطع الله إن عصيته أيأمنني على أهل الأرض ولا تأمنوني قال ثم أدبر الرجل فاستأذن رجل من القوم في قتله يرون أنه خالد بن الوليد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من ضئضيء هذا قوما يقرأون القرآن لا يجاوز حناجرهم يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان يمرقون من الإسلام كمايمرق السهم من الرمية لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل عاد ۔

۳۔ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا عبد الواحد عن عمارة بن القعقاع حدثنا عبد الرحمن بن أبي نعم قال سمعت أبا سعيد الخدري يقول بعث علي بن أبي طالب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من اليمن بذهبة في أديم مقروظ لم تحصل من ترابها قال فقسمها بين أربعة نفر بين عيينة بن حصن والأقرع بن حابس وزيد الخيل والرابع إما علقمة بن علاثة وإما عامر بن الطفيل فقال رجل من أصحابه كنا نحن أحق بهذا من هؤلاء قال فبلغ ذلک النبي صلى الله عليه وسلم فقال ألا تأمنوني وأنا أمين من في السماء يأتيني خبر السماء صباحا ومساء قال فقام رجل غائر العينين مشرف الوجنتين ناشز الجبهة كث اللحية محلوق الرأس مشمر الإزار فقال يا رسول الله اتق الله فقال ويلک أو لست أحق أهل الأرض أن يتقي الله قال ثم ولى الرجل فقال خالد بن الوليد يا رسول الله ألا أضرب عنقه فقال لا لعله أن يكون يصلي قال خالد وكم من مصل يقول بلسانه ما ليس في قلبه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لم أومر أن أنقب عن قلوب الناس ولا أشق بطونهم قال ثم نظر إليه وهو مقف فقال إنه يخرج من ضئضئي هذا قوم يتلون كتاب الله رطبا لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية قال أظنه قال لئن أدركتهم لأقتلنهم قتل ثمود ۔

ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے رسول اللہ ﷺ و آلہٖ کے پاس کچھ سونا بھیجا ایک چمڑے کے تھیلے میں ۔ تو آپ نے چار آدمیوں اس کو بانٹا عینیہ بن بدرو الاقرع بن حابس و زید بن الخیل و علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل۔ *تو ایک نے اصحاب میں سے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حقدار تھے۔ آپؐ جب اس علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: کیا تم مجھ کو امانت دار نہیں جانتے اور میں اُس کا امانت دار ہوں جو آسمانوں کا مالک*

ہے اور۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی دونوں آنکھیں گڑھیں ہوئیں پیشانی ابھری ہوئی، گہری داڑھی، سر منڈا ہوا اور تہبند (پاجاما) اٹھا ہوا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ! اللہ سے ڈرو۔ آپؐ نے فرمایا تیری خرابی ہو اللہ سے ڈرنے کا تو مستحق ہے۔ پھر جب وہ جانے لگا تو خالد بن ولید کہا اجازت ہو تو اس کا سر قلم کردوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں یا شائد یہ نمازی ہو۔ خالد نے سوال کیا: کیا نمازی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں؟، آپؐ نے فرمایا: مجھے کسی کا دل چیر کر دیکھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور نہ کسی کا پیٹ پھاڑنے کا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس کے قوم میں ایسے لوگ نکلیں گے جو اللہ کی کتاب پڑھیں گے مگر گلے سے نہیں اُترے گی، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اگر ان کو میں پاؤں تو ثمود کی طرح قتل کروں۔ شرح صحیح مسلم کتاب الزکاۃ صفت خوارج۔ اردو جلد سوم ص ۸۱ تا ۸۳۔

۲۱۱ ذو الثدية له ذكر فيمن قتل مع الخوارج في النهروان ويقال هو ذو الخويصرة الآتي وقال أبو يعلى في مسنده رواية بن المقري عنه حدثنا محمد بن الفرج حدثنا محمد بن الزبرقان حدثني موسى بن عبيدة أخبرني هود بن عطاء عن أنس قال كان في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل يعجبنا تعبده واجتهاده وقد ذكرنا ذلک لرسول الله صلى الله عليه وسلم باسمه فلم يعرفه فوصفناه بصفته فلم يعرفه فبينا نحن نذكره إذ طلع الرجل قلنا هو هذا قال إنكم لتخبروني عن رجل إن في وجهه لسفعة من الشيطان فأقبل حتى وقف عليهم ولم يسلم فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنشدک الله هل قلت حين وقفت على المجلس ما في القوم أحد أفضل مني أو خير مني قال اللهم نعم ثم دخل يصلي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يقتل الرجل فقال أبو بكر أنا فدخل عليه فوجده يصلي فقال سبحان الله أقتل رجلا يصلي وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتل المصلين فخرج فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما فعلت قال كرهت أن أقتله وهو يصلي وأنت قد نهيت عن قتل المصلين قال من قتل الرجل قال عمر أنا دخل فوجده واضعا جبهته فقال عمر أبو بكر أفضل مني فخرج فقال له النبي صلى الله عليه وسلم مه قال وجدته واضعا وجهه لله فكرهت أن أقتله فقال من يقتل الرجل فقال علي أنا فقال أنت إن أدركته فدخل عليه فوجده قد خرج فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له مه قال وجدته قد خرج قال لو قتل ما اختلف من أمتي رجلان كان أولهم وآخرهم قال موسى فسمعت محمد بن كعب يقول الذي قتله علي ذو الثدية ـ الاصابة ابن حجر ج۲ ص ۱۳۲ سلسله ۲۴۵۳؛ مسند أبی يعلی ج ۱ ص ۹۰ و ج۷ ص ۱۲۹؛ سنن دار قطنی ج ۲ ص ۴۱ ـ تاريخ دمشق (مختصر) ج ۸ ص ۱۶۵ ـ

انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ و آلہ کے کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کی عبادت و اجتہاد پر ہمیں بے حد تعجب ہوا کرتا تھا۔ ہم نے ایک مرتبہ رسول اللہ سے اُس کا نام لے کر ذکر کیا گیا رسول ﷺ و آلہ نے نہیں پہچانا۔ ہم نے اُس کی صفتیں بیان کیں۔ تب بھی آپؐ نہ پہچانا، ہم اُس کے بارے میں گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ناگاہ وہ شخص آتا دکھائی دیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ و آلہ سے عرض کیا کہ: یارسولؐ اللہ یہی وہ شخص ہے آنحضرت ﷺ و آلہ نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے ایسے شخص کا ذکر کر رہے ہو جس کے چہرے پر شیطان کی رنگت ہے۔ اتنے میں وہ شخص بالکل سامنے آ گیا اور کھڑا رہا اور سلام نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ و آلہ نے اُس سے سوال کیا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب تم مجمع میں تھے تو تم نے یہ بات کہی کہ پوری قوم میں مجھ سے بہتر یا افضل کوئی شخص نہیں؟۔ اُس نے کہا: ہاں۔ پھر وہ شخص وہاں سے چلا اور چل کر نماز پڑھنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ و آلہ نے فرمایا کون ہے جو جا کر اس کو قتل کردے؟۔ حضرت ابو بکر نے کہا: میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں یا رسول اللہ!۔ وہ اُس کے پاس گئے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ انھوں نے عذر پیش کیا کہ : سبحان اللہ! وہ نماز پڑھ رہا ہے میں ایک نمازی کو کیسے قتل کروں۔ جب پلٹ کر واپس آئے تو رسول اللہؐ نے پوچھا کہو کیا کر آئے؟ انھوں نے جواب دیا کہ: میں نے پسند نہیں کیا کہ نماز پڑھتے والے کو قتل کروں اس لئے کہ آپ نے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا تھا۔ رسول اللہؐ نے پھر سوال کیا کہ کون ہے جو اسے قتل کردے؟۔ حضرت عمر بولے میں حاضر ہوں یارسول اللہؐ۔ وہ بھی اس کے پاس پہنچے اور دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی زمین پر رکھے ہے یعنی سجدے میں ہے۔ حضرت عمر نے سوچا کہ ابو بکر جو مجھ سے افضل ہیں (جب انھوں نے قتل نہیں کیا، تو میں کیسے کروں) چنانچہ وہ واپس چلے آئے۔ رسول اللہؐ نے پوچھا کہو کیا کر آئے؟ حضرت عمر نے جواب دیا: میں اُسے اس حال میں پایا کہ وہ اپنی پیشانی اللہ کے سجدے میں رکھے ہوئے ہے، مجھے اُس کا قتل گوارا نہ ہوا۔ پھر رسول اللہؐ نے آواز دی کون ہے جو اُس کو قتل کرے؟۔ حضرت علیؑ نے کہا: میں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہاں بشرطیکہ وہ تمہارے ہاتھ بھی لگے۔ حضرت علیؑ اُس کی طرف روانہ ہوئے مگر وہاں پہنچ کر دیکھا تو وہ جا چکا تھا۔ چنانچہ حضرت علیؑ واپس آئے۔ رسول اللہؐ نے پوچھا: کہو کیا خبر ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: یارسول اللہؐ وہ جا چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ و آلہ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو میری اُمت کے کوئی دو شخص آپس میں اختلاف نہ کرتے۔

ایسی ہی ایک اور روایت ہے الفاظ ذرا مختلف ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ذو الثدیة یا ذو الخویصرة کو دیکھا کو سجدہ میں ہے۔ آپؐ نماز پڑھ کر جب فارغ ہو گئے مگر وہ سجدہ ہی میں پڑا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کو قتل کرے حضرت ابو بکر نے کہا: میں جا کر قتل کرتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے

اور کہا کہ میں ایک شخص کو جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے ، قتل نہیں کر سکتا۔ آپؐ نے حضرت عمر کو بھیجا۔ وہ بھی پلٹ کر واپس آگئے یہی عذر کیا کہ میں ایک نمازی کو کیسے قتل کروں۔ آپؐ نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا۔ جب حضرت علیؑ وہاں پہنچے وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ قتل ہو جاتا تو فتنہ دب جاتا۔ وہ اُس کا گروہ کافر تھا جو دین سے اس طرح نکل گیا جیسے تیر کمان سے۔

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا بكر بن عيسى ثنا جامع بن مطر الحبطي ثنا أبو روبة شداد بن عمران القيسي عن أبي سعيد الخدري ان أبا بكر جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إني مررت بوادي كذا وكذا فإذا رجل متخشع حسن الهيئة يصلي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم اذهب إليه فاقتله قال فذهب إليه أبو بكر فلما رآه على تلك الحال كره ان يقتله فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم لعمر اذهب فاقتله فذهب عمر فرآه على تلك الحال التي رآه أبو بكر قال فكره أن يقتله قال فرجع فقال يا رسول الله إني رأيته يصلي متخشعا فكرهت أن أقتله قال يا علي اذهب فاقتله قال فذهب علي فلم يره فرجع علي فقال يا رسول الله انه لم يره قال فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان هذا وأصحابه يقرؤون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ثم لا يعودون فيه حتى يعود السهم في فوقه فاقتلوهم هم شر البرية ـ مسند احمد ابن حنبل جلد ۳ ص ۱۳ ـ

ایک اور حدیث ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر ایک روز رسول اللہ ﷺ و آلہ کے خدمت آئے اور عرض کی: یا رسولؐ اللہ! میرا گذر فلاں وادی سے ہوا میں نے وہاں ایک خوشنما شکل و شمائل اور بہت ہی خضوع و خشوع والے انسان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ و آلہ نے فرمایا: فوراً جاؤ اور اُس کو قتل کر ڈالو۔ حضرت ابو بکر گئے مگر جب اُس شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو انھیں اچھا نہیں معلوم ہوا کہ اُسے قتل کریں، واپس رسولؐ کی خدمت آئے۔ آنحضرت ﷺ و آلہ نے حضرت عمر کو بھیجا کہ جاؤ اُسے قتل کرو۔ وہ گئے اور اُنھیں بھی گوارہ نہ ہوا کہ اُسے حالت نماز میں قتل کریں پلٹ کر آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اُسے بہت خشوع اور خضوع سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس لئے مجھے اچھا معلوم نہیں ہوا کہ میں اُس قتل کرتا۔ اب رسول اللہ ﷺ و آلہ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور جا کر اسے قتل کر ڈالو۔ حضرت علیؑ گئے اور نہیں پایا۔ حضرت علیؑ خدمت رسولؐ میں واپس آئے اور عرض کیا کہ: میں گیا تو وہ جا چکا تھا، میں نے اُسے نہیں پایا۔ رسالتمآب ﷺ و آلہ نے فرمایا۔ اس شخص اور اس کے اصحاب کی حالت یہ ہو گی کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے گلے سے نہیں اُترے گا۔ دین سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر ہدف کے پار ہو جاتا ہے۔ ان

کا دین میں واپس آنا اسی طرح ناممکن ہو گا جس طرح چلا ہوا تیر کمان میں پلٹ آئے، انھیں تہ تیغ کر ڈالو کہ یہ بدترین خلائق ہیں۔ مسند امام احمد ابن حنبل جلد ۳ ص ۱۳

مذکورہ روایتوں سے یہ واضح ہے اصحاب رسول حیات رسولؐ ہی میں حکم پیغمبرؐ بجالانے لانے میں اپنی رائے پر عمل کتنا بہتر سمجھتے تھے حکم پیغمبرؐ کی اُن کے نزدیک کوئی وقعت نہ تھی۔ بس جو کچھ تھا اُن کا اجتہاد، اُن کی رائے تھی اور اُن کا قیاس تھا۔

تفترق امتی علی فرقتین تمرق بینهما فرقة محلقون رؤوسهم محفون شواربهم ازرهم الی انصاف سوقهم یقرؤن القراٰن لا یتجاوز تراقیهم یقتلهم احبهم الی واحبّهم الی الله تعالیٰ۔ تاریخ بغداد خطیب ج ۱ ص ۱۷۲

فرمایا رسول اللہ ﷺ و آلہ نے میری اُمت دو فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور اُن دو میں سے ایک فرقہ نکل کھڑا ہو گا اس فرقہ کے لوگ سر منڈوائے گے اور مونچھیں باریک کٹوائے گے اور آدھی پنڈلیوں تک تہمند باندھے ہوں گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، انہیں وہ شخص قتل کرے گا جو مجھے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (غور فرمائے یہ حلیہ کس سے ملتا ہے؟)

امرت بقتال الناکثین، والقاسطین والمارقین: حضرت علیؑ نے فرمایا مجھ کو اس امر کا حکم دیا گیا کہ میں قتال کروں بیعت توڑنے والوں سے، اور بے انصاف ظالموں سے اور دین سے باہر ہو جانے والوں سے۔ بیعت توڑنے والے اصحاب جمل جو حضرت علی سے بیعت کر کے پھر گئے، قاسطین معاویہ اور ان کے ساتھ والے، جو ظالم اور باغی تھے اور خلیفہ وقت سے لڑے، اور مارقین سے مراد جو دین سے باہر ہو گئے تھے وہ خارجی تھے جو مومنوں کے سردار کو کافر کہہ کر خود کافر بن گئے۔ النهاية فی غريب الحديث ابن الاثير ج۴ ص ۶۰، ج ۵ ص ۱۱۴؛ لسان العرب ج ۲ ص ۱۹۶؛ مستدرک الصحیحین ج ۳ ص ۱۳۹؛ کنزالعمال ج ۱۱ ص ۲۹۲؛ البداة والنهاية ابن کثیر ذکرفی مدح حضرت علی فی قتل خوارج ج ۷ ص ۳۳۱۔

حدثنا مالک بن اسماعیل: حدثنا ابن عیینة، عن عمرو: سمع جابرؓ قال: أتي النبي ﷺ وآله عبد الله بن أبي بعد ما دفن فأخرجه فنفث فيه من ريقه و البسه قميصه۔ ہم سے مالک بن اسمٰعیل نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں جابرؓ سے سُنا، انہوں نے کہا آنحضرت ﷺ و آلہ وسلم عبداللہ بن ابی منافق کی قبر پر اسوقت آئے جب وہ دفن ہو چکا تھا۔ آپ نے اُس کی لاش نکلوائی اور اپنا لعاب اُس پر ڈالا اور اپنا کرتہ اس کو پہنایا۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز تیسیر الباری ج ۲ ص ۲۵۳۔

كان يوم أحد هزمنا ففررت حتى صعدت الجبل عمر ابن خطاب کہا کہ جب ہم کو احد کے دن ہزیمت اٹھانی پڑی تو ہم سب بھاگ گئے یہاں تک کہ میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اس طرح اچھل کود رہا ہوں جیسے بکری کودتی ہے۔ تفسیر در منثور سیوطی ج ۲ ص ۸۸؛ جامع البیان طبری ج ۴ ص ۱۹۳؛ کنزالعمال ج ۲ ص ۳۷۶۔ (شائد اسی وجہ سے لفظ ''بزدل'' پیدا ہوا۔ بکری کا دل)

لما كرر قوله الارجل ياتيني بخبر القوم يكون معي يوم القيامة ولم يجيبه احد قال ابوبكر يا رسول حذيفة: خندق کے وقت جب رسولؐ اللہ نے بار بار لوگوں سے کہا: کیا کوئی بھی جا کر خبر لا سکتا ہے؟ تو ابو بکر نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ حذیفہؓ سے کہئے۔ صحیح مسلم باب غزوۃ احزاب جلد ۵ ص ۱۷۷؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸ و ۲۸۱؛ کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۴۶؛ فتح الباری ج ۷ ص ۳۰۷

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا کہ **قال رسول الله يا ابوبكر قال استغفر الله ورسوله ثم۔ قال ان شئت ذهبت ۔ فقال يا عمر قال استغفر الله ورسوله ثم۔ قال رسول الله يا حذيفة فقلت لبيك فقمت حتى اتيت۔** آنحضرتؐ نے نام لیکر فرمایا اے ابو بکر تم کیوں نہیں جاتے؟ تو ابو بکر نے کہا میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا اگر تم چاہوں تو ضرور جاسکتے ہو۔ پھر آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمر تم جا کر خبر لے آؤ۔ عمر نے بھی یہ کہا کہ میں اللہ اور رسولؐ سے معافی مانگتا ہوں اب آنحضرتؐ نے فرمایا اے حذیفہ! تو۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا لبیک۔ الدر المنثور ج ۵ ص ۱۸۵؛ تاریخ ابن عساکر ج ۱۲ ص ۲۷۸۔

حدیبیہ کے وقت آنحضرتؐ نے حضرت عمر ابن خطاب سے کہا کہ جا کر شرفاء قریش کو مطلع کرو کہ ہم لڑنے نہیں آئے ہیں، بلکہ زیارت کعبہ کے لئے آئے ہیں تو حضرت عمر ابن خطاب نے کہا کہ: وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے یا ایذا دیں گے آپؐ عثمان بن عفان کو بھیجئے کہ بنی اُمیہ کے لوگ وہاں ہیں ان کی حفاظت کریں گے۔ کنزالعمال ج ۱۰ ص ۴۸۱؛ جامع البیان طبری ج ۲۶ ص ۱۱۱؛ ابن عساکر ج ۳۹ ص ۷۶ و ۷۸؛ اردو تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۳۳، عربی تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۷۸؛ البدایہ والنھایہ باب حدیبیہ ج ۴ ص ۱۹۱؛ سیرۃ ابن ہشام باب حدیبیہ ج ۳ ص ۷۸۰۔

جب آنحضرتؐ نے صلح حدیبیہ کی تو حضرت عمر ابن خطاب بہت ناراض ہوئے اور کہا۔ **والله ماشككت منذ اسلمت الا يومئذ فأتيت النبى ۔** اللہ کی قسم آج سے زیادہ اسلام لانے کے بعد نبی کے بارے میں اتنا کبھی شک نہیں ہوا۔ تفسیر در منثور ج ۶ ص ۷۷؛ صحیح ابن حبان ج ۱۱ ص ۲۲۴؛ الاحکام ابن حزم ج ۳ ص ۴۲۴؛ تاریخ ابن

عسا کر ج ۵۷ ص ۲۲۹۔ جامع البیان ابن جریر طبری جلد ۲۶ ص۔ المصنف عبد الرزاق الصنعائی جلد ۵ ص ۳۳۹۔

حدثنا عثمان بن أبي شيبة وزهير بن حرب وإسحاق بن إبراهيم الحنظلي قال إسحاق أخبرنا وقال الآخران حدثنا جرير عن الأعمش عن أبي وائل عن سلمان بن ربيعة قال قال عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه قسم رسول الله صلى الله عليه وسلم قسما فقلت والله يا رسول الله لغير هؤلاء كان أحق به منهم قال إنهم خيروني أن يسألوني بالفحش أو يبخلوني فلست بباخل ۔ صحيح مسلم كتاب الزكواة ۔جب رسول اللہ ﷺ مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے حضرت عمر ابن خطاب نے کہا یارسول اللہ! آپ جس کو دینا چاہئے انھیں نہیں دے رہے ہیں۔(اللہ کے رسول پر خیانت کا الزام!)۔ وما كان لنبى ان يغل۔ سوره ال عمران آيت ۱۶۱ سبب نزول میں تفسیر در المنثور، تفسیر طبری کے حوالے سے اس کی تفسیر یوں ہے کہ: نبیؐ کی شان نہیں کے وہ خیانت کرے۔ کسی صحابی نے نبیؐ اکرم پر خیانت کا الزام لگا تھا۔ تفسیر الدر المنثور سیوطی (اردو) جلد ۲ ص ۲۵۰

اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ ہو۔ یہاں بھی صحابی ہے مگر بے عمل، فاسق ہے مگر محبِّ رسولؐ ہے!

باب ما يكره من لعن شارب الخمر وإنه ليس بخارج من الملة

حدثنا يحيى بن بكير حدثني الليث قال حدثني خالد بن يزيد عن سعيد بن أبي هلال عن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر بن الخطاب أن رجلا على عهد النبي صلى الله عليه وسلم كان اسمه عبد الله وكان يلقب حمارا وكان يضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان النبي صلى الله عليه وسلم قد جلده في الشراب فأتى به يوما فأمر به فجلد فقال رجل من القوم اللهم العنه ما أكثر ما يؤتى به فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تلعنوه فوالله ما علمت إلا أنه يحب الله ورسوله۔ بخارى كتاب الحدود جلد ۶ سلسله ۶۳۹۸ (عربی)

زید بن اسلم نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عمر سے کہ ایک شخص (جو صحابی) تھا آنحضرت ﷺ و آلہ کے زمانے میں لوگ اس کو عبد اللہ حمار کہا کرتے تھے وہ آنحضرت ﷺ و آلہ کو جب کہ وہ کسی بات پر ناراض اور غمگین رہتے ہنسانے کی کوشش کرتا تھا۔ اس کو رسول للہ ﷺ و آلہ نے شراب کے پینے کہ وجہ سے حد بھی لگائی تھی ایک بار لوگ اس کو شراب کی حالت میں لے آئے ایک شخص (حضرت عمر) بول اُٹھے یا اللہ! اس پر لعنت کر کئی بار اس نے شراب کی علت میں آ چکا ہے۔ یہ سننا تھا کہ آنحضرت ﷺ و آلہ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو خدا کی قسم میں تو یہی جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔ (علامہ وحید الزمان مترجم اور شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں: اللہ اور اُس کے رسول کی محبت پر ایمان کا مدار ہے اور رسولؐ

کی محبت تمام عیبوں اور گناہوں کا کیمیا ہے)۔(اردو) تیسیر الباری جلد ۸ ص ۵۳۳ حدیث ۶۷۶۹۔فتح الباری ابن حجر ج ۱۲ ص ۶۷، السنن الکبری البیھقی ج ص ۱۰۳۔اور کئی متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔

ایسا ہی واقعہ نعیمان صحابی رسولؐ کا ہے جب انہیں اُن کے گناہوں پر لعنت ملامت کی گئی تو آنحضرت ﷺ و آلہ نے منع فرمایا: اسے بُرا مت کہو، اس لئے کہ یہ شخص اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔احیا العلوم امام غزالی (عربی) ج ۴ ص ۳۳۲، (اردو) طبع دارالاشاعت کراچی جلد ۴ ص ۴۹۷۔

یہاں وہ شخص ہے جو زندگی بھر رسولؐ کی صورت نہیں دیکھی تھی، مگر عاشق رسولؐ تھے۔ان کا عمل کیا تھا جب نبی کریم ﷺ و آلہ کے زخمی ہونے اور دندان مبارک کے شہید ہونے کی اطلاع ملی تو انھوں اپنے دانت توڑ ڈالے اور شدت غم سے اپنے چہرے کو زخمی کر لیا تھا۔

حضرت اویس قرنیؒ کے بارے میں کہ آپ، رسول اللہ ﷺ و آلہ کے پاس اپنی ماں کی خدمت کی وجہ نہیں آسکے اور نہ ہی جنگ میں شریک ہوے **.فلذلک لم یجتمع بالنبی** ﷺ مگر آپؒ نے فرمایا: **واللہ ما کسرت رباعیتہ**ﷺ **حتی کسرت رباعتی ولا شجح وجھہ الشریف حتی شجح وجھی** میرے سامنے کے دانت ٹوٹ گئے جب آنحضرت ﷺ کے دانت سامنے ٹوٹے اور میرے چہرے پر زخم آیا جب آنحضرت ﷺ کا چہرہ زخمی ہوا۔فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ: یہ خیر التابعین ہیں۔اور فرمایا کہ میری اُمت کے لئے اُس کی شفاعت اتنے بیشمار لوگوں کے لئے ہو گی جتنے بیشمار آدمی قبیلہ ربیع اور مضر کے ہیں اور فرمایا: کہ تم میں سے جو شخص اُس سے ملے وہ اس سے درخواست کرے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے۔اور یہ حضرت اویسؒ صفین کی جنگ میں حضرت علیؑ کے ساتھیوں میں تھے اور شہید ہوئے۔سیرۃ الحلبیۃ (اردو) جلد ۴ ص ۲۲۷ تا ۲۲۹۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اویسؒ قرنی میں فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ و آلہ نے جب تم کو (صحابہ کرام اور وہ صحابہ جن کے لئے کہتے ہیں ''عشر مبشرہ'' ہیں جنت کی بشارت ملی تھی) وہ (اویسؒ قرنی) ملیں تو اپنے لئے مغفرت کی دعا کروائے۔چنانچہ جب حضرت اویسؒ، خلافت ثانی کے زمانے میں مدینہ آئے تو حضرت عمرؓ نے اُن سے التجا کی کہ وہ ان کی مغفرت کی دعا کریں۔صحیح مسلم جلد ششم ص ۱۹۲ تا ۱۹۴۔

آپ کے سامنے تصویر کے دو رُخ ہیں نتیجہِ فکر کے ذمہ دار آپ کا ذہن عالی ہے۔

وما علینا الا البلاغ